

النور والضيء

مؤلفه

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب شوق پیلا نوی
 شعبہ تالیف جامعہ محمودیہ رضویہ (لیاقت آباد)
 ضلع میانوالی

من لم يجعل الله له نورا فاعلم ان الله

النور والفضيا

حقيقه بشيرت المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم

عبدی از نعم تو بالا تراست
زانکه او هم آدم و هم جبر است
بوسه او منسوب به کیم است
آدم هست و هم ز آدم قدم است
در سایه انوار دوزین دوست
تا نه منی از مقام ما دوست
خدا را قبل از من ندیده

مختار بن شعیبه تالیف مدرسه اسلامی محمودیه
نوی جامع ریاض الجنه البنت والجماعت پهلوان
(لیاقت آباد)

کتابخانه حاشی

۱۸۱۳ ۱۸۱۸ ۱۸۱۷ ۱۸۱۶

گزارش احوال

الحمد للہ ۱۵

آج کل مفسرانہ خدمت دین اور اصلاح و استحکام اسلام کے نام پر سلاہ لوح مسلمانوں کو فریب کے لئے کتا پتوں پنڈتوں کی ایک مسلسل کیسپ رسالوں مقلول کا ایک پیچہ طوفان بد تیزی برابر پڑھتا چلا آ رہا ہے جس پر صلاتے امت پر تبر کرنے کے سوا اہل حق کو کافر و مشرک کہنے کے حصہ وہ علی تحقیق و تفتیش اصلاح و مروت کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ان نفرت و غلاظت کے غمخیزوں کو دیکھ کر دل ٹوٹ کے افسوس ہوتا ہے۔ یہ حکمت قرآن کے مفسر اللہ ربیع حدیث کے معلم کاش کہی تو لیسر تقوٰی کو کمالاً تفعلو کون کے فرمان خداوندی کی گہرا یوں تک پہنچ سکے ہوتے اہل سنت و الجماعت کے علماء متقدم ہوں یا متاخر سابق ہوں یا لاحق کے مقابلہ میں اپنے تبحر علمی اور قرآن وانی کے غالی و حلی پینے والے ابو جیل و بولان اہل ایک کلمہ فرمان الہی و لا تاملوا فی الفسک و لا تباذروا بالاللقاب کے فلسفہ و حکمت پر غور فرمائیے تو ہمیں ان سطور کے لہجے کی زحمت ہی نہ پڑتی بلکہ کھٹکھٹا ہوا جہم ایک شاہ

۱۰ کہ فرادہ ہندو شرمناک ہے جسے ہوسہ بیت رب کی زیارت اور نوافل
ویشیوں کی نیاباری سے لعنت اٹھنے جوت سے رب کعبہ کا شکر کیجے کہ
لیکن ساتھ ہی ایک ابن الوقت گردش فرما کر کسٹم غریبوں کے شادکار خضاب
کے اپنے والے بھاڑے کے مولوی صاحب کی صحت خزانہ سے پٹنہ پر بھی پھرد و پھور
سکرہ مستعاذہ کے سٹے چلے جذبات میں تو مصروف تھے کہ تجھری سپاہیوں کے
بھروسے میں مصنفہ و مضمون مقرر بہت لطافت سے دعاؤں سے کہ تمام وہ لوگ
خدا ہاں را اللہ کہ ما ختم علی مشرک و کافر ہیں اعلیٰ تعالیٰ دعا۔

اپنا ایک مرد عجمی نے جو غالباً ہندوستان کا باشندہ تھا، فرماتے ہوئے
سہراں کیا۔ مولانا گیسو صاحب نے کیا آپ تمہیں کے صفات میں کسی ایسے مولانا
یا محدث و مفسر کی نشان دہی فرما سکتے ہیں۔ میں نے کلہ شریعت میں عالم خاص
کیا ہو اور پھر کسی دوسرے ملک میں جا کر ایک کافر کو بھی مسلمان کیا ہو یا کسی
ایک نیست پرست کو کہہ کر عوایا بر جنہیں تم مشرک و کافر گردان رہے ہو۔
انہیں سنے تو انہوں پر گشتہ انسانوں کی رہبری کیا۔ جو۔ ہر عہد کی جلیقوں کی
دستگیری فرمائی ہے اور اقلیتوں سے پرستوں کے زندہ کاٹے ہیں۔ مقرر صاحب
بالکل خاموش ہو کر لب ہونگے اس مرد میدان نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں
سے منبہولی کے ساتھ اس کی دہلی لاکھڑا کر ملا لائے اپنے سر کے اندر کو دیکھتے
رکھا تھا اور بڑی چابکدسی سے صلیب خیر سے صلیب مقدس پر ٹپک دیا لیا پڑنا لگا۔

شورائشا اور مراقبہ سپاہیوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا پھر نہ معلوم اس اندھیلے پر
کیا بنی۔ بہر کیف ہر ایک بہت بڑی تاریخی صداقت ہے ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے
جس کا نظارہ سورت کو حیران رکھتا ہے۔ وہ پھر کو صفت اللہین کہنے کے برابر ہے
ماشاء اللہ ہم انہیں مقدس و برگزیدہ جنتوں کے نام ایوان ہیں۔ جو کی ظہوری
بے پہلائی فائز کشی و سلطان صفت و ولایت کا صدقہ اسلام عرب و ایران سے
نکل کر طریقہ کے مشکا ہے میں ہندوستان کے مندروں اور شوالوں میں سے شکر
کی طرح داخل ہوا ہمارے کاغذی اسلاف اور برہمن و غلط طعنا آباء انہیں کل
نیک مشرک و پستی کہتے تھے۔ جہیں تم آئی رحمت اللہ علیہ اور رحمت انوار ہم
کیجئے پہلے پھر اس کا طرح قہاری کا تہذیب ان ہندوگان جن کو جنہیں تم کافر ساز
و مستحکم کر کے لقب سے فائدہ پہنچا رہے ہو پیشوا تسلیم کریں گی اگر واقعی
دہرہ سے تھے تو دنیا انہیں و دیکھد بول جاگی اندوہ موت آپ مر جائیں گے
دور آئے والی نسلیں قہاری پر تمام سبب و شتم یہ ساری دیر و دنیا و ضلالت
سعدا کے ابدال ثواب کے عہد قہاری لغزش و غیبت و غلطی و دوسوں کو
بہا ہے۔ کی۔ پس ہے۔

نام نیک رنگان ضلالتی مکن
شامباند ہم نیک یادگار !

بے مثل کی تصویر

لغات اور محاورہ سادہ کا ہر گوشہ اس بے مثل تصویر کے نقش و نگار سے مزین ہے۔ انفس و خلق کا ہر زاویہ اسی بلیغ تصویر کی نورانی شعاعوں سے آئینہ صفت ہے۔ سوج اور ستارے، دریا سمندر اور کناں سے - وشت و بیابان اور ہر ملک کو ہر تمام دیہات و امصار اور چین صومرا و گنجان و سحر و دوزخ اس محبوب کے سہارے واللہ درالقابل۔

نہ سبز نہ پتہ نہ گلچین نہ مال
نہ چرخ نہ گلچین نہ بوٹے نہ ڈالی
و تھمتہ موتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

فرمایا۔ لولا خلقک لما خلفت الدنیا۔ کیلکہ موت
شمس احدیت کا منق الوار ہے۔ بلکہ خالق ہر شے کی ذات کی نقیبہ
بے مثل ہے مثال ہے اور اس نے اپنے حبیب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
کو بے صیب بے مثل بے مثال پیدا فرمایا ہے۔ کیونکہ بے مثل کا مظہر مثل

ہی ہونا چاہیے بخلاف فرمایا ہے۔

لا جب ہم قول و فعل میں شب و روز کے احوال و احوال میں حکم و احکام میں
آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے قول و فعل کی کس کے حکم و احکام کی
اتباع تابا نہ کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں کس فکر کی فرماں برداری کو مطلوب
گدازتے ہیں تو عذر و اعتذار ہم انہیں بے مثل اور بے مثال ہی مانتے ہیں
دور کبھی تو ان کے بالقابل کسی اور کا کہنا مان لینے کو شریعت سمجھتے۔

۱۱۔ زہد نبیہ صحت و سیرت شریعت و شان میں ایک دوسرے سے قنات
آگے ہیں مگر فرمایا۔ فضلنا بعضہم علی بعض۔ لیکن ہر چیز کو ظاہری
صیغہ سے متبرا یعنی اتانص سے پاک کر کے ہی اللہ تعالیٰ نے دنیا مایوں
کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

ما بعث اللہ نبیا فطر الا اعظم حسن الوجہ
حسن الصوت او کما قال علیہ السلام
یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی ایسا شخص رسول بنا کر نہیں بھیجا جو خوبصورت اور
خوش آواز نہ ہو

۱۲۔ آپ کا جیس ظاہری بے مثل بے مثال تھا۔ جب صورت کی روشنی میں
چلتے تو روشنی کا عکس آئینہ کی طرح دلدادہ دل پہرتا۔ مگر سنس دیتے تو اندھیرا
راتوں کی تہ کیوں دور رہ جاتیں۔ حضرت علی کریم اللہ وجہ سے روایت ہے

لَا تُرْشِدُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ يَوْمَ يَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّسَوًّى
يَسْأَلُ فِيهَا مَن كَانَ مُّقِرًّا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

۱۴) آپ کائنات پہلی فرعون و برکات خوارق و معجزات میں بھی ہے مثل حق
نہ آپ کے زمانہ میں کوئی دیکھا نہ آپ سے پہلے کوئی سنا۔ ان فوائد حمیدہ
اور خوارق عجیبہ کی وجہ سے جس نے دیکھا نہیں فرشتہ کہا۔ فرشتہ آپس
میں ایک دوسرے کی مشق تو ہو سکتے ہیں لیکن فرشتوں نے بھی آپ کو دیکھ کر
بے مثل ہی سمجھا اور کَلَّمَكَ اللَّهُ كَمَا -

۱۵) مائتہ جس کی نگاہوں کی صفت۔ و اخیل جس کی زبوں کی تعریف ہے۔
والشخص جس سے رخ اوردیگا صفت و ثناء ہے۔ و اخیل جس کھڑے کا نقشہ ہے جس
کا ہر سرکن ہے اس کا ثانی کہاں ہے وہ خود اپنی زبان فیض بیلوں سے
فرمائیں۔ کسبت کا صفت منکم

۱۶) قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى كَلَّمَكَ اللَّهُ كَمَا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مثل حق
اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثل ہیں۔ در بلا تفاق قرآن کریم جات کائنات
و صفات ہے۔ مانع نقائص و مایوس ہے۔ تو جس پر یہ پاک کلام نازل ہوا اس کی
مثل کوئی دوسرا کس طرح ہو سکتا ہے۔ خدائے قدوس نے فرمایا۔

فَاتَوَّابَسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ان كُنْتُمْ صَادِقِينَ
اس کی طرح ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ مفسرین نے کھلے۔

کہ ان مشکوٰی ضمیمہ خود سراپا نور علیہ السلام کی طرف سے و اجمع ہر سکتی
ہے تو معنی ہو گا قرآن خود بھی بے مثل ہے۔ لیکن ایسے شخص کی مانند
جس پر نازل ہوا ہے و کھلا کوئی ہے۔ دکھاتے کیوں نہیں منہ کیوں چھپاتے
ہو۔ اوستہ فدا ہو گیا تو دیکھو۔ خدا کی بار الٰہی ہر ہر جیسے صافری خطی
کی لغت و نحوست ان مغفون و مقفون چہروں پر پس رہی ہے۔ چھپا ہوا۔
(۱۷) بھلا جسے خود رب الملکین قرآن میں محمد کہیں تولد میں اچھل گیا یا
میں محمد کے نام سے پکاریں۔ محمد کے ہی تو مشتقات تھے جو اس کی ذات
بابرات رخصت ہو گئے پھر اس کی مثال کہاں سے آئے۔ جس کی ذات پر
خود بنانے والے کو تازہ ہو۔ اور پھر جب اس بے مثل محبوب نے حقیقت
کے آئینے میں اپنے رخ اوردی جھلک دیکھی تو بے ساختہ زبان سے نکلا۔

اَنَا عَلَّمَكُمُ الرَّسْمَ وَ اخْتَارَكُمُ الْوَلَدَ الْفَاكِرَ

مجھ بادیوں نے دیکھا تو احسن الناس اجمہ و الناس اکرم الناس پکار رہے۔
كَقَوْلِ النَّسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ أَجْوَدَ النَّاسِ
و اشجع الناس متفق علیہ۔ جنہوں نے دیکھا اس کی راہ میں بھیجیں
پہنائیں۔ اس کے قدموں پر دل نچاؤ رکھے۔ اس کے حکم پر اپنی امداد بخلا کے
سرکھڑا دیئے ان ایمان سے معمور دلوں کو جبرائیل کو تمہیں دیکھنے و اگر قرآن و احسن
کو قرآن والے سے خود قرآن خنے والوں کو یہ مشیت کی آواز کہیں سنائی نہیں دی

کئی مثل کوئی ہم رنگ نظر کن نہیں کیا
پھر تو کہے کہ یہ آخر کیا تھا

(۸) احمد اکرام احمد ہے سب اسم تفضیل کے جیسے ہیں۔ لغت عرب میں
لہذا احمد موصوف کو باقی ناس سے مستثنیٰ کرنے کے لئے استعمال ہوتے
ہیں۔ اسم تفضیل وہ صفت ہے جو دوسرے میں موجود نہیں ہوتی۔ احمد موصوف
ہے بلکہ اس صفت میں ہے مثل نہ ہو نہ مفضل صحیح ہے نہ مفضل علیہ۔
(۹) اگر کسی چیز میں دوسرا اس کی مثل ہے۔ تو وہ افضل و اکرم نہیں ہو سکتا
جب تک مشکل کام صحیح معنی خیر کم نہ کیا جائے وہ سب سے افضل نہیں ہو سکتا
امثلکم یعنی اشر فکم عام عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ یوحی الی اس کے مثل
حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ یوحی الیہ ہونا ایسی صفت ہے کہ یہ صفت کوئی
انسان دوسرے انسان کو کوئی امیر اپنی رعایا کو کوئی حاکم اپنے حکوم کو کوئی بلکہ
اپنے حکوم کو ہرگز ہرگز عطا نہیں کر سکتا۔ فرمایا۔

واللہ یصلحہ حیث یصلحہ بالانہ

صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس نے اپنی رسالت پر دیکر کیا ہے اور ظاہر
ہی ہے کہ وہ جسے مثل ہی ہوگا۔ درند دوسروں سے اعلیٰ رسالت و نبوت ہونے
کی نفی کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ لازم کیجئے۔

(۱۰) جس نے وہی کیا وہ ہے مثل جو چیز وہی کی گئی وہ ہے مثل با بکر بن کی

طوف وہی کیا گیا وہ ہے مثل نہ ہو تو پہلی دونوں چیزوں کی ہے مثل غزوہ بدر میں باقی
ہے۔ اس لئے قرآن نے قومیت پشری سلامتی اعطاء اللہ احد کہیں میں مثلث
کا ذکر کر کے فرمادیا کہ اگر حقیقت علیہ علیہ التوبہ و التسلیم کو ہے مثل کہ
دیا۔ تاکہ کوئی کافر انہیں اپنے جیسا اور من کل الوجہ اپنی مثل نہ سمجھنے لگے
چونکہ کفار صورت کی مماثلت کو حقیقت کی مماثلت سمجھتے تھے اس لئے
اللہ تعالیٰ چل چلا کر فرما کر قرآن میں کفار پر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ ان
حقیدوں پر جو عیدوں کی باتیں ہر ساتے ہیں۔

لنظر کیف خلو الک الک الامثال

دیکھئے تو یہی کن کن چیزوں میں یہ اپنے آپ کو تمہاری مثل سمجھتے ہیں۔
کفار تو دنیا کے صحابہ کرام کے جم و ابرار کو خود نون نبوت نے ایک مثل کا اوصاف بنا دیا
و اللہ قرآن ہدایت ہے آپ بھی ہدایت ہیں قرآن رسول ہے۔ آپ
بھی رسول ہیں۔ قرآنی کتاب ہے آپ بھی کتاب باری ہیں۔ قرآن مسلم علیہ
ہے مثل ہے۔ فرمایا۔ لایا انون بشلہم۔ لہذا

لہذا یہ جو ہے مثل مشابہ ہو رہے ہیں یقیناً ہے مثل ہی ہوگا۔ وہ
قرآن صحت ہے۔ یہ قرآن نافع ہے۔

وہو الحق و نحن علیہ وینا امتنا علیہ و انشأ علیہ و
یرحم اللہ عبد اقبال امینا۔ اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و سلم

انجمن طراز ان نیت

اسلام کے روز ازل سے آج تک اہل سنت والجماعت کا سنا عقائد
اجماعی عقیدہ ہے آیا ہے کہ تمام انبیاء و خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات و اوصاف کو اللہ تعالیٰ نے خود بشریت اور لوازمات بشریت میں ہی
نہ انہما سے ممتاز افضل اور بے مثل مقرر فرمایا ہے۔ لیکن کفار مکہ کی طرح
بعض مضمی کہلانے والے بھی یہی الحقیقت انسانوں نے لیکر براں ملت کی ایک
دھوکہ مندی ترتیب دے رکھی ہے۔ جن کا اسلام صرف حضور پرورد صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات باریکات کو ہر وقت اپنے جیسا عام انسان ثابت کرنا ہے۔
اور اٹھ بیٹھتے سوتے جاگتے سرکارِ نبوت کو بے منت بشر کہنا اور کہلاتا۔ ان
کا جیسے ایمان ہے۔ ہمارا عقیدہ بالکل واقعہ اور کھلا ہوا ہے جس کی تائید میں
سیکڑوں کتبیں ہزاروں حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اور پیش کی جا چکی ہیں۔ کہ
کسی انسان کی آنکھ کسی انسان کی صیغہ کسی انسان کی عقل کسی انسان کی ظاہری
صورت و شوکت کسی انسان کا ظاہری حسن و جمال کسی انسان کا باطنی فضل و کمالات
ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب کہ مولیٰ کریم نے اپنے امتیازِ اکرام اور انحصارِ بشارت

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

لہذا ۱۔ کوئی انسان جو یہ دعویٰ کرے کہ میں نفس بشریت پر لوازمات
بشریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاقلی ہول تو وہ مسلک تو نہیں ہو سکتا
باقی جو کہہ رہا ہے ہو سکتا ہے۔ میں اگر اس وقت اس سند پر بالاحضیہ
کی تائید میں ان آیات و احادیث کا تذکرہ شروع کر دوں تو میرا اصل مدعا پھر
ختم ہو جائے گا۔ اور پھر کئی جملات کی ختم کتابوں اور دفتروں کی ضرورت پڑ
جائے گی۔ جیسا کہ پہلے خصائص گہری۔ مواسب الدنیہ۔ معارج النبوة۔ شفاۃ
قاسمی عیاض۔ نسیم الریاض وغیرہ سیکڑوں بڑی بڑی کتابیں مسمیٰ موضوع شریف
پر ایمان و محبت والوں نے تحریر فرمائی ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے آج کل
پڑھ لکھنے والے مسلمانوں نے ایسی ایمان افروز محبت افروز لٹریچر کی کتابوں کا مطالعہ
بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور دنیا کے گانوں کے منگولوں کی طرح گندے اور غلط
گیتوں کے دیکھنے کی عادت ڈال لی ہے جس سے ہی سہی غیرت ایمانی کی
شعاع بھی کچھ جالتی ہے۔ محبت کے دلہا ختم ہو جاتے ہیں اور اسلام کی سرشت
وزندہ نمبر پر سے جل جاتی ہے۔ آج کل کی تمام ذہنی اور قلبی املاؤں کا اصل
سبب یہاں ہے۔

۲۔ اسی امر ذہن و فطرت ہے۔

خطہ لہجائی۔ یہ بعض الظالمین علی میں یہ یقولہ و یلینہ

اتخذت مع الرسول سبيلاً ۛ جس دن ظالم لوگوں کو
 اقصیٰ کو حسرت طاری کی وجہ سے کاٹیں گے اور کہیں گے داتے کاش!
 ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت کی راہ اختیار کی جرتی۔

دائے آن ہائی کہ باور تو تفتا فرسند
 مرد مکن تن کہ باو خروء جانی فرسند
 قولہ تعالیٰ

ممن لم يجعل الله له موقراً فما له من نور
 جس شخص کو نورانیت کا حقدہ نہیں ہے اسے کہیں بھی نور دکھائی نہیں دینگا
 یہ ایک جہن حقیقت ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں تو دی ہیں لیکن
 ان میں بصارت کی ہلک ضابطہ نہیں فرمائی دل تو دیا ہے مگر اسے بصیرت
 کی دمک و دریت نہیں کی تھوڑے دنوں جہازوں میں کچھ نظر نہیں آئے گا۔
 فرمایا۔ من کان فی حصد ۱۲ حصد فہو فی الآخرۃ علی
 بر شخص دنیا میں آنکھوں کے باوجود نابینا اور اندھا بن گیا ہے اسے آخرت
 میں بھی اندھا ہی اٹایا جائے گا۔ اللہ کی پتاہ ایچہ جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی
 صفت کا کمال کا نسبت کے ہر ذرہ سے عمال ہے اور ہر جہانات تمام کائنات کا
 اصل الاصل ہر جہ جہ خالق کائنات کا مقصد و مامول ہو۔ نہیں کی کئی رسولوں

۱۵
 کا رسول ہو۔ اور وہ آدم ہوتے ہوئے۔ فرزند آدم آدمیاں ہو۔ سرور عالم و حاکم
 اسی ہی ہاں کہ باطن کو کوئی کال کوئی بخشی کوئی حیا غریبہ نافی۔ کیہ کرے۔
 نہ سب اللہ بنو رہے ہم کا مصلحت ہے۔

تو بیک ایسی آنکھ نکلیں دینی چاہئے اسے دشمن سے علوم کو دینی چاہئے۔
 اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین عربینہ کی آنکھوں میں مہر کی
 سہ نیاں پھر وادی تمیں ہی خالق ارض و سما کا حکم تھا ہند رحمت عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے لئے ذاتی اعطاء کے بارے میں ایسی شدید گالبدانی کی توحہ زبانی
 اس لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے اس اعتراض پر غصہ
 برپا کیا۔ کہ آسمان زمین کی خبر میں دیتا ہے اور ہمارے حال کی خبر نہیں۔ تو فرمایا
 سلو فی ما شئتم

آپ کو غضب ناک دیکھ کر فرما حضرت عمر رضی اللہ عنہ راتوں اسرار نہایت
 درصحت نے دست بستہ عرض کیا۔

رضینا یا اللہ ربنا وبالاسلام دینا وبعہد نبینا....
 ورضو فی ما شئتم

اس قسم سے غالباً یہی بے بصیرتہ نرفہ حیا و ولایت ہی مراد تھا اس
 وقت سرورست میرے سامنے جب اب نور الحسن شاہ صاحب بخاری کی بشریت
 ہے۔ اس کے چند فقرہ حوالہ اور تمام حشر کا لب لباب آپ کے ملاحظہ

رکھ دیا جائے گا۔ اور ہر الفات نامکرن بائیں کے اٹھائیں سو۔
 ۱۔ صف پر فہرست ہیں۔ یہ مسائل طرعی دورگی پیداوار میں اور صحت کے
 ایک گرسہ ہند سے قصہ ہی نے بھی چراغ ضلالت کے صف پر یہی نام فہرست
 و برابرا ہے کہ بریری انگریزوں کی پیداوار میں انگریز اور شیور نے انہیں
 پارسیس صاحبہ جہا کیا انگریز کے زمانہ میں کسی بریری کو کا ہی چھوڑا جو
 وغیرہ وغیرہ۔ سو یہاں گذارش ہے کہ مولانا اسماعیل دہلوی کو تمام ہندوستان
 ہندو کشاکش کرنے کی اجازت جو انگریز بہادر نے دی تھی اور تمام ہندوستان
 سے مجاہدین کی مسلسل لگ رواد کی حاق رہی اور ناکامی کی صورت میں انہیں
 جیل میں بھیجا۔ تاکہ یہ مغلوب بلیاں ہمارے کھنبہ نہ چھوڑیں۔ شروہ کر دیں۔ دہندہ
 یہ سب حضرات انگریز سے جہاد کریں انہیں کرتے تھے۔ ناگزیر کو تمام وطنی
 اور ہندو ہندوستان میں پاؤں جھانے کے لئے کھلا چھوڑ دینا نہ تھا کہ
 سکھوں سے جہاد کبھی فرض تھا۔ بلکہ آپ کے شہید صاحب نے تو مراۃ
 انگریزوں سے الجھناں دیا ہے بلکہ انہیں اپنا حسن اور دوست مانا ہے۔
 مولانا نے غور و چسپ چکے ہیں اور کہ انہیں صاحب لے۔ اسے کی تاریخ اسلام
 میں کوثر اس کی شاہد عدل ہے۔ باقی سارے بریری حضرات کے پاؤں میں کاٹنا نہ
 پہنچنے کی بات تو یہ اتنا بڑا سفید جھوٹ ہے کہ جس کی مثال ہی ناممکن ہے ہرگز
 فضل حق پر آبادی جو انگریز کے سب سے بڑے مخالف تھے۔ وہ کون تھے جو

انڈیا میں ساہا سال تک جوس رسب حضرت قبلہ ضیاء صاحب سیاحی
 روضۃ اللہ علیہ کون تھے جن کی تلوام کے سایہ ہما پیہ کے نیچے سید احمد مراد صاحب
 شہر بخاری نے انگریز سے لڑنا لکھا۔ اور آپ کے اسلٹ کی وطن کوئی عود انگریز
 رستی قواب ایسی الم نشرع ہوئی ہے کہ کس صواب ہے اس کا چھپانا تاکہ یہ
 نہ ملے تو افادات پر یہ یہ ہے دیکھو حیات علیہ مرزا حیرت دہلوی کا صلی علیہ
 کہ تواریخ عجیبہ کا صلی ۳۳۳ فور سے پڑھا اور انگریز دوتی کا شاہکار چھوڑا۔ تو
 سوانح احمدیہ صلی ۵۵۵ اور صلی ۵۵۵ کو کاشی شیشہ کی جھلک لگا کر دل کی آگ کو مٹا دیکھا
 ہوگا۔ کہ ایسی ہے روایا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں
 جاتی ہے یہ مجاہدین وطن تو صرف تباہیں گے کہ اگر ان ہندوؤں کے ملک توڑ دیا
 ہلاؤں کے نرہ ہزاروں ٹانگوں کے ولیدہ خواہوں کے ساتھ گاندھی اور شہد
 کے روپوں کی چھکار میں اسے گلاس کی جانا اور پیچھے بال بچہ ان ذمہ داروں کے
 پنکارا ہوتے تو ہم بھی جان بیٹے کہ یہ لوگ واقعی اب دین یہاں دھبہ
 نہیں لیکر کہ مذہب اسلام کے لئے کھٹے تباہ گرفتار ہوتے اس سب کی بہت
 حقیقی قسح صحابہ کے ایٹا شن میں کئے مدین اور شہر علی ہیں۔
 دیوبندی حضرات کہ ہندوستان کو واقعی دارالکرب سمجھتے تھے تو یہ
 یہاں سے ملک ہند کیوں نہیں ہو جاتے تھے۔ صرف صدقات واجبہ
 رانی حاصل کرنے اور سو فواری کہ لال۔ راجا فرار۔ نے نہ لئے تو

انہوں نے یہ ڈھونڈ کر چھپا دیا تھا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی بھی دیوبندی تھے مگر اس شکی پسند و گمراہ پرچم پرست کے لئے جیل نہیں گئے۔ اگرچہ کو تو وہ بھی بڑا سمجھتے تھے۔ لیکن ان کی سی خواری اور منافقوں کی گھنٹی بھاری کو اسام اور مسلمانوں کے لئے سخت نامناسب سمجھ کر مسلمانوں کو ہندوؤں کی مخالفت اور شرکت سے سختی کے ساتھ روکا۔ مقرر ملت علامہ اقبال مرحوم نے دیوبندی حضرات کی اس دوہری غلطی پرچم کو وہ شہرہ آفاق شعر لکھا تھا..... جس پر ان مجاہدین ملت نے علامہ مرحوم کو اس قدر مظلمت سنائی کہ تو یہی بھلی جلسوں اور تقریروں میں اتنا کہہ گیا اور لکھا کہ سات مسلمانوں کے پانی بھی ان کی سیاہی نہیں دھو سکتے۔ کیوں میں نے غلو کہا ہے اب بغلیں کیوں جھانکتے ہو۔

۲۔ بشریت بخدای صحت جن چیزوں میں تقابلاً نہ ہوں سے یا کلفظ داخل کہ کے سوال کو نا غیر معقول ہے۔ گویا قدا اور بشریت ایک جنس ہیں۔ ان میں اختلاف اور تضاد نہیں۔ لہذا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے یا بشر بالکل غلط ہے۔ قبلہ یہ دلیل آپ کے عقیدہ میں تو ہماری چڑھتی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من حیث الالفاظ صرف اپنے جیسا بشر اور من حیث الاحرام صرف وصفت ہدایت و تبلیغ کی وجہ سے منیر اور منور مانتے ہیں۔ کما سیاق کمنق ایضاً، لیکن جو لوگ فوری ذات کا حصہ سمجھتے ہیں وہ تو یہ سوال

یقیناً کر سکتے ہیں کیونکہ تخلیق ذات کی ہوتی ہے وصفت کی نہیں۔ حضور نے اول ماخلق اللہ وصفک نہیں فرمایا۔ بلکہ اول ماخلق نور بنیک فرمایا ہے۔ آیا خیال شریف میں رسالت و نبوت یقیناً صفت ہے اور صفت کہہ لئے، موصوف کا وجود شرط ہے۔ لہذا۔ کنت نبیا و آدم بین الماء و الجسد کی حدیث کی رو سے اس وقت نبوت کس ذات مدوح و موصوف کی صفت تھی بشریت تو ابھی گوندھی جا رہی تھی فرمایا۔ المجدل بین الماء و الثین۔

بین تفاوت و ملائکہ است تا بحیا

صک نور ہی نہیں بلکہ منیر بھی مانتے ہیں آپ کے قدم پاک سے تمام عالم کو نور ملا۔ یعنی آپ نور مجسم نہیں ہیں بلکہ مجازی طور پر ہدایت کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے آپ کو منیر کہا جاسکتا ہے۔ یہ آپ کا انعام تو نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔ سوا احسانیرا۔ پہلے والہ کی توفیق میں ہی یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ اگر یہ نورانیت ذات کی خبر نہیں بعض تعبیری اور مجازی صفت ہے تو۔ کنت نبیا ثم اول ماخلق اللہ نور بنیک میں نبوت کس ذات کی صفت تھی کیونکہ بشریت تو اس وقت ہی نہیں آدم تخلیق ذات کی ہوتی ہے اور صفت اس موصوف کو عارض ہوتی ہے اگر آپ کہیں کہ نور سے مراد روح ہے تو پھر روحیں تو سب کی انبیاء ہوں یا غیر اجسام سے پہلے تخلیق کی گئی۔ جیسا کہ حدیث میثاق سے ثابت ہے۔ اور نبوت بھی سب

انبیاء کی مدح کے لئے ذکر ذمائی تھی۔ قولہ تعالیٰ
 رَاٰی اِخْذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ

پھر آپ کی خصوصیت اور تحدیثِ نعمت کے طور پر اس فضیلت کے ذکر
 کرنے کا کیا فائدہ؟

۸۔ تمام کفار بشریت کو صحیح سمجھتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
 اَوْحَیْنَاہُمْ اَنْ جَاءَکُمْ فِرْعَوْنُ رَسُوْلًا عَلٰی رُجُلٍ مُّکْذِبِیْنَ
 اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اِنْ اَوْحَیْنَا اِلَیْ رَجُلٍ مِنْہُمْ دِیَارًا
 اِنْ دُوْلُوْہِمْ اَیُّوْمًا مِّنْہُمْ ثَابِتٌ ہُوَ تَاوَسَہُ کَکْفَارِ حِیْرَتِہِمْ کَاٰبَادًا کَرْتِہُ تَحَہُ
 کہ ہم میں سے ایک آدمی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہی یا ذکر نازل ہوتا ہے۔
 گو یا کفار بشریت کو معمولی چیز سمجھتے تھے یہی تو ظلم ہے اکثر کفار و مجنوں اپنی
 عظمت، بیکار، بشریت اور اللہ تعالیٰ کی قدوسیّت کے درمیان جو فاصلہ اور
 بُعد نظر آتا تھا۔ تو وہ اس کو حیرت کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ ہم جس بستی
 میں ہیں اور اللہ تعالیٰ جس ہند میں اور رفعت میں ہیں ان حالات میں یہ
 رشتہ وہی کا نام لگن جو چونکہ کفار صرف اپنی بشریت کو سمجھا رہے تھے
 تھے اور اسی سے اس رشتہ کی عظمت اور طولانی کی پیمائش کرتے تھے۔
 تو حیران ہوتے تھے سب کفار اگر مطلق بشریت کو حقیر سمجھتے تھے تو پھر
 ان کا یہ دلوئی کرنا مضطحاک ہے پھر قرآن کہیں نازل نہیں ہوتا اللہ کا فرشتہ چلے

پاس کیوں نہیں آتا۔ خدا خود نہیں کیوں کاغذ نہیں پکڑا دیتا۔ اس لئے کفار نے
 ہر جگہ اپنی مشیت پر زور دیکر حضور کا نبوت کا انکار کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی بشریت کو اپنی بشریت کے مائل تمام سمجھ کر حقیقت کو بھی مائل
 سمجھا ہے۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقدس رشتہ وہی کا انکار کیا
 ہے۔ لہذا غلط ہو رہا۔ جہ ذیل آیات۔

تَوْمَ نَوْمًا - نَقَابَ الْعِلَادِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (مِنْ قَوْمِہِمْ صَاۡنِرًا
 اِلَی الْبَشَرِ) اَمْثَلُنَا (ہود)

ان کی قوم کے کفار نے کہا ہم تمہیں اپنا جیسا بشر سمجھتے ہیں۔
 تَوْمَ نَوْمًا - مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَاۡکُلُ مِمَّا تَاۡکُلُوْنَ مِنْہُمْ
 وَاِیۡشِیۡوُیُوْنَ مِمَّا تَشِیۡوُیُوْنَ وَلَٰکِنْ اَفَعَمَّیۡتُمۡ بَشَرًا مِّثْلَکُمۡ
 اِنۡکُمۡ اِنۡیَ الْغٰفِلُوْنَ (مؤمن)

یہ تو تمہارے جیسے بشر ہیں کیونکہ جو چیز تم کھاتے ہو یہ بھی کھاتے ہیں اور
 جو پانی تم پیتے ہو یہ بھی پیتے ہیں اب اس حالت میں جبکہ ان میں کوئی افضلیت
 کی وجہ موجود نہیں) اور تم اپنے جیسے انسان کی اطاعت کہو تو تم بڑے خسارے
 اور ٹوٹنے پانے والوں میں سے ہو گے۔ گو یا وہ صاف طور پر اپنے جیسے بشر
 سمجھنے کی دلیل میں اس غیر افضلیت اور عدم تفاوت کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ اگر
 یہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کسی خاص کھانے اور پینے کا انتظام کرتا

جب ایسا نہیں ہے پھر افضلیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور کم از کم انسانی عقل و شعور کی بنا پر انسان اپنے سے افضل اور زائد ہی کی اطاعت پر تیار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آگے دیکھئے۔

قوم ثمود۔ ما انت الا بشر مثلنا۔

اصحاب ایکہ۔ قالوا ما انت الا بشر مثلنا (دین)

قوم فرعون انھوں نے بشعوریت مثلاً وقوہا نا عابدین (موجود) کیا ہم ایسے لوگوں کی بات مان لیں جو بالکل ہمارے جیسے ہیں بلکہ ہم سے کم ہیں کیونکہ ان کی قوم ہماری فکر اور خادم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدام کی اطاعت سردار قوم کس طرح کر سکتی ہے دیکھ لیجئے سب کفار کو یہ ایک ہر قسم کا طاعون چھٹا ہوا ہے۔ ایک ہی طرح کا تپ لازم ہے۔ سب کے سب ایک ہی دیں دیتے جا رہے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہر قوم کی طرف سے فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں جو لوگ بھی ایمان سے محروم رہے ہیں۔ انہیں یہی عار منہ لاحق ہوا ہے کہ پیغمبر بالکل ہمارے جیسے بشر ہیں ان میں ظاہری افضلیت دنیاوی برتری شاہی شان و شوکت کی کوئی علامت موجود نہیں پھر ہم کس طرح ان کی اطاعت کر لیں۔ انہیں ضد کا نبی و رسول مان کر ان کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال لیں۔

کفار کہ۔ واسو الغیور الذین طلبوا اهل هذا الغیور مثلکم فقاتلوا (انبیاء)

فالموں نے آپس میں خبیثہ نگار نہرت کی بھی دلیل وضع کی۔ یہ تمہارے جیسا انسان ہی تو ہے کیا تم پھر اس کی باتوں سے اور معجزات و غولرق سے متاثر ہو کر اسے نبی و رسول مان لو گے۔ یہ باتیں تو جا دو گریں بھی ہو سکتی ہیں۔

اس میں بھی کچھ تاثر اور انفعال کی جھلک موجود تھی اس لئے قرآن انہوں نے اس میں کوئی بدلہ نہ کیا کہ ہم اگر اسے جا دو گے تسلیم کریں پھر بھی اپنے سے زائد کوئی نہ کوئی وصف تو اس میں ہم نے تسلیم کر لیا یہ نہیں بلکہ وہ تو سحر زدہ ہے یعنی مسعد آدمی کی طرح الٹی سیدھی باتیں کرتا رہتا ہے۔

وان یقول الظالمون اننا نتبعون الارواح السجور (انبیاء)
اور ماون العقل اور سحر زدہ انسان کی اتباع تو بانی گنہ گار بات ہے۔
ان آیات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کفار کہ معجزات و غولرق کو جو حضرت مسیٰ علیہ السلام کی صداقت کا نشان تھے۔ سحر سے تعبیر کر کے اس کی نفی کر کے کہنے کی سعی نامشکورہ میں مصروف رہتے تھے بیجا کہ آقا کل کے غوارج و معجزات کہ کرامات کو شیطان کا عمل سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ بلفہ الحیران رسالہ امین تیسرہ اور کمال یہ ہے کہ ابلیس ملعون کے کلامات کے اقرار و اثبات سے ان کی توحید بالکل نہیں سرکھتی۔ ہرگز ہرگز اس میں دخل نہیں پڑتی۔ تعالیٰ اللہ عبا یقول الظالمون۔

شاہ صاحب رقمطراز ہیں۔ ان ای بشریت کا انکار ہمارے بعض مسلمان

بھائی کر رہے ہیں۔ (جنہیں آپ گزشتہ اور آئندہ ادراک میں بالکل کفر کہتے ہیں)
دیانت داری اور خوفِ خدا اگر کوئی سنی رکھتا تو ہر قاری کو یہ ایمان و حیرت
کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مندرجہ بالا آیات قرآنی میں ان کفار نے
بشریت انبیاء کا انکار کیا ہے یا اقرار؟

اگر بدلتا اقرار کیا ہے تو آپ نے کیا سمجھا ہے کہ اس کے اثبات
واقفہ پر پند رو یا کفار کا شیوہ معلوم ہوتا ہے یا ایمان والوں کا۔ اور
اللہ تعالیٰ کیا انہیں انبیاء کی شلیت کے دلائل اور نبوت و رسالت کے
انکار کی وجہ سے کافر نہیں فرما رہے۔

آج بھی اکثر مسلمان اسی کفرانہ مثلی بشریت کا انکار کرتے ہیں اور
موجرانہ نورانی نبوت کے انکار کو خداوند شریعت سمجھتے ہیں پھر فرماتے ہیں۔
”اگلے زمانہ کے کفار کہتے تھے کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ اور آج کل کے مسلمان
کہتے ہیں نبی بشر نہیں ہو سکتا۔“

شاہ صاحب کے اس شبہ پھر کا مطلب صاف ہے کہ آج کے مسلمان
کل کے کافر ہیں۔ مگر اس جملہ کی تشریح ان سابقہ سطور میں مفصل عرض
کی جا چکی ہے کہ دراصل کفر شلیت انبیاء کے مدعی تھے۔ اور یہی وجہ کفر کا
تھی۔ حد نہ وہ تو بشریت کا صاف صاف ہر آیت میں اقرار کر رہے ہیں
وصولِ ہیئت نہ ہے ہیں پھر وہ آج کل کے مسلمان کی طرح کیسے ہو گئے۔

۵۲ اور کل کیا بلکہ ہمیشہ اہل حق اہل سنت والجماعت کا اجماع اثبات پر
چلا آیا ہے کہ انبیاء صرف بشر نہیں ہوتے بلکہ سید البشر سید ولد آدم
اور نور من نور اللہ ہوتے ہیں اور انبیاء کو ام کو اپنے جیسا بشر کہنا جھوٹا
باعثِ ہلاکت اور موجبِ ضلالت ہے۔ کیا سیاق و سباق۔

آگے فرماتے ہیں۔ کل کے کافر جو چیز مشابہ تھی بشریت اس کو
مانتے تھے۔ نبوت کو نہیں مانتے تھے اور آج کل کے مسلمان نبی تو مانتے
ہیں بشر نہیں مانتے۔ جو چیز مکی ہے (نبوت) اسے مانتے ہیں اور جو
چیز مشابہ ہے (بشریت) اس کا انکار کرتے ہیں۔ احوک۔

ذرا خط کشیدہ الفاظ کا تقابل بار بار کر لے پر بھی غور فرمائیے اور جہاں
بھی ذرا کان لگا کر سنئے۔ قبلہ شاہ صاحب یہ بھی کوئی عقل کی بات ہوئی
جو چیز مشابہ اور محسوس ہے وہ تو ہے ہی جھگڑا تو غیر مشابہ کا ہے۔ انبیاء
کی بشریت جو مشابہ ہے اسے تو ہر زمانہ کے کفار تسلیم کرتے آئے ہیں۔

لیکن نبوت و نورانیت جو غیر مشابہ تھی اسے کل کے کافر بھی نہیں مانتے
تھے اور آج کل کے بعض مسلمان بھی نہیں مانتے ہمارا ایمان تو یہ ہے آپ کی
نورانیت بھی بشریت کی طرح مشابہ و محسوس تھی جیسا کہ صحیح احادیث سے
ثابت ہے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت و نورانیت
کے انکار پر تعجب نہیں آتا (کیونکہ غیر مشابہ جو ہوئی) اس لئے کفار کا متفقہ

فیصل تھا ہم رب کو ہی نہیں مانیں گے۔ جب تک وہ ہمیں محسوس نہ ہوگا
فکر نہیں آئے گا۔ فرمایا

لَا نُؤْمِنُ حَتَّى نَرَاهُ جَهْرَةً

ہاں گناہ گسی بشریت۔ یعنی ایسی بشریت جس میں ہر زمانہ کے گناہ
شریک ہیں کے انحصار پر جناب کو بڑی مایوسی اور حیرت حاصل ہو رہی ہے
ع۔ لغو ہر تو اسے چرخ گردان لغو

ابہ ذرا احادیث کی روشنی میں فقہ آئینہ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا انبیاء
ہمارے جیسے بشر مہرے ہیں ؟

(١) - أخرج ابن سعد عن عطاء قال قال رسول الله

عليه وسلم انا معاشر الانبياء تنام اعيننا ولا

تغصام قلوبنا (الحديث)

فرمایا ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل نہیں سوتے۔ - بخاری $\frac{148}{5}$

(۶) - دوسری روایت جو ذرا طویل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اقرار کرتے ہیں :-

فقالوا اولو حاله بفقها قال بعضهم انه ناسم وقال

بعضهم ان العين فائمه والقلب يقضان فقالوا

الدار البتة والداعي محمد صلى الله عليه وسلم فمن اطاع

محمد فقد اطاع الله ومن عصى محمدا فقد عصى الله و

محمد فرق بین الناس. مشکوٰۃ شریف، ص ۱۵

پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ اس کی تشریح کر دو کہ یہ بھی سمجھ جائے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ تو سورت ہے بعض نے کہا نہیں انکس سورہی میں دل جاگ رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا وار یعنی وہ گھر میں ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت کی طرف بلائے والے جو ان کی بات مان کر اطاعت کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کی بات مان لی، اور اطاعت کی۔ اور میں نے اس کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور یہی وہ محمد رسول اللہ ہے جس کے ماننے سے مسلم اور کافر کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو کافر بھی تسلیم کرتے ہیں فرق تو صرف آپ کی ذات باریکات سے ہوتا ہے۔ جو مانے وہ مومن جو نہ مانے وہ کافر۔

(۳۱) - ان احادیث پر آپ نے غور فرمایا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

عام انسانوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں کیا عام انسانوں کا اقرار بھی خدا کا

مشکوٰۃ شریف ص ۱ پر حدیث شریف میں موجود ہے آپ

مفسر صحابہ کو فرمایا افضل نماز کھڑے ہو کر پڑھا کر دیکھو کہ پڑھنے سے اس کا

فروغ آدھا ہو جاتا ہے۔ صواب نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے ہیں۔

عرض کیا حضرت جیسے تو حکم دیا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھو اور آپ بیٹھ کر پڑھ رہے ہو۔ فرمایا۔

لست کا حد منکم

نہیں تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔ صحابہ نے اس لفظ کو سنا لیا دیکھا۔ اہل لغت تھے فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے کسی نے نہیں کہا حضرت آپ ہماری طرح کھانے میں پیتے میں بازاروں میں چلتے ہیں پھر آپ ہماری طرح کیوں نہیں لیکن آج کل کے گوراء جہاں عالم جاہلوں پر سب فرنگی و حدیث آئینہ ہو گیا ہے اور انہیں ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جیسے انسان ہی نظر آتے ہیں۔

خدا کبیر تعام بیٹے اور ان منیر و منور ماننے والوں کی تشریح بشریت بھی کان لگا کر سنئے۔؟

عالم بشریت ہماری سہا آپ آدم کی اولاد میں سے تھے آمنہ کے رکے عبداللہ کے بیٹے تھے حلیمہ کا دودھ پال تھا۔ گیارہ بیویوں سے بیا کیا حدیث و فاروق کے داماد بنے حضرت عثمان و علی کرم اللہ وجہہ کے خسر ہوئے۔ زینب و رقیہ کے والد ہوئے حسنین کے نانا کہلاتے پھر بھی آپ کی بشریت علی بحث ہے "اھک

جو با عرض ہے کہ کسی اہلسنت و الہامت کے صاحب قلم کا ایک

تکلیف ایک سطر دکھلا دیجئے۔ جس میں بن چیزوں کا انکار ظاہر ہوتا ہو ان چیزوں کی آڑ سے کہ کلام نبوت کا انکار ضرور اعلان و کفارے کی وجہ قرآن ملاحظہ ہو۔

وقالوا لعلنا الرسول یا کل الطعام ویش فی الامواق
لولا انزل الیہ ملک او یلقی الیہ کنز او یكون لہا
جنت یا کل منها وقال الغالوت ان تتبعون الا
رجلا مسجورا انظر کیف یضربکم الذل الامثال فضلا
فلا یستظہون الیہ سبیلا

کفار نے کہا اس رسول کو کیا ہوا ہے کہ یہ کھاتا ہے اور باندروں میں پست ہے اور ان کی تائید میں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں بھیجا یا غیب سے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا کوئی بارش ہوتا جس میں سے کھلتے اور ظالموں سے کہا تم تو ایک کمزور انسان کی اتباع کرتے ہو۔

اے محبوب و کچھ کیسی کہا تو میں تم پر سے سبے بتا رہے ہیں۔ یعنی کن کن باتوں میں تمہارے ساتھ اپنی مماثلت کا چرچا کر رہے ہیں یہ تو گمراہ سچے اب یہ کبھی ہدایت کا طرف راہ نہیں پاسکیں گے۔ کیونکہ اپنے جیسے بھجنے کے بعد کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یا کہ یہ لوگ ہمداری تو ہیں کرنے کے بعد ایسی حد پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کی توہم ہی قبول نہیں ہو سکتی

معاذ اللہ۔ خلافتہ القاری ص ۳۸۹ میں محیط سے نقل کیا ہے۔

من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم راہانہ دروغا بہ فی امور
دینہ اونی شخصہ اونی وصف من او صفات ذراتہ
سواء کان الشاتم مثلاً من امثہ او غیرہا سواء
کان من اہل کتاب او غیرہ فی میاکان او حیاسو
کان الشتم والایہامنا والعیب صافی را عنہ محمد
اوسہوا او عقلت او جدا وھذا لافقد کفر خلودا
بیمش ان تاب لم یقبل توبتہ ابدالاً عند اللہ
ولاعند الناس والفرق بین سب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وسب اللہ تعالیٰ انہ یقبل
توبتہ من سب اللہ تعالیٰ ولا یقبل توبتہ من
سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور

فرماتے ہیں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے آپ کی
اؤنت کرتا ہے یا عیب لگاتا ہے خواہ وہ عیب دین کے امور میں ہو
یا آپ کی ذات سے متعلق ہو یا وصف میں ہو وہ بکواس کرنے والا
انتی ہو یا یہودی و نصرانی ذمی ہو حربی خواہ وہ عیب لگانا اس سے
عدا صادر ہو یا سہوا غلطی کے ساتھ غفلت کی وجہ سے اس کے منہ

سے بات نکل گئی تو بہن کا ارادہ نہ تھا۔ خوش طبعی اور مزاج کے طور پر اس
نے ایسا کہہ دیا یا سچ سمجھ کر۔ وہ ہمیشہ کے لئے کافر ہو گیا۔ اس طرح کہ
اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک
متقین و متاخرین کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے۔ کوئی شخص بادشاہ
یا اس کے نائب کے سامنے اس حکم کو رد کرنے کے لئے چاہے
اور سفارش نہ کرے۔۔ صاحب الفتاویٰ دو سطر آگے چل کر لکھتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر سب کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب
میں کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والے کی توبہ تو قبول ہو سکتی (یعنی وہ مسلمان ہو
جائیگا تو اسلام سے سب گناہ و صل جاتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی توبہ کرنے والے کی ہرگز توبہ قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کے
آستانہ کے بعد کوئی آستانہ رب نے نہیں بنایا جہاں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے شان میں گستاخی کرنے کی معافی مل سکتی ہو۔

سن لیا آپ نے اپنے ائمہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا ترمیمی سالیقہ آیت
کریمہ سے قطعاً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کفار یہ تشبیہیں مماثلت ثابت کرنے
کے لئے دیتے تھے انکار کلمات نبوت و رسالت کے لئے بات سچی کہتے
تھے مقصد بڑا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انظر کیف ضلوا لک الامثال۔
اسے عجیب دیکھتے تو یہی ظالم کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ یہ کبھی راہ نہیں

پاسکیں گے۔ اب اگر کوئی مسلمان یا امتی انہیں الفاظ کو دہراتا ہے خواہ اس کا کوئی مقصد بھی ہو۔ تو وہ کفار کا آئینہ دہرا رہا ہے۔ اس کی وجہ نذر ہے جو چہرہ کی ہے فقہا کہتے ہیں اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میلے کیلے ہوتے تھے اور آپ نہایت مسکین و غستہ حال تھے تو کافر ہو جائے گا۔ یہ ہے ۔۔۔

بایضا دیوانہ باش و بامدہو شیار

اب فرمایا ان والوں کی دو چار باتیں بھی سن لیجئے۔

(۵)۔ اخراج ابن عباس عن علی ابن ابی طالب

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو

أخذ شعرة ليقول من أذى شعرة من شعری

فألجنتہ علیہ حرام۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت

ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے

اپنے اچھین لیکے بال کپڑے رکھا تھا فرمایا جس شخص میرے بال کو تکلیف دے گا

(یعنی اس کی موت ہوگی یا عیب لگایا) اس پر بہشت حرام ہوگی۔ جان مغیر

امام جلال الدین ص ۱۱۱

(۶)۔ اخراج احمد ثورث ابن رجاء عن جلسا وکعب الأجلار

قريب منها۔ فقال احدهما رأيت فیما یری النائم

كان الناس حشرًا وانبیاء کلهم لهم نوران

نوران وروایت لا تباہم نوران نوران وروایت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم وما من شعرة فی راسہ ولا

فی جسدہ الا فیہا نور وروایت تباہم ولهم نوران

نوران۔ قال کعب التی اللہ یا عبد اللہ والنظر ما

تحدثت بہ فقال الرجل انما هو او یا مناسم انما

فقال کعب والذی بعثت محمدًا بالحق وآنزل

فتوراة علی موسی ابن عمران هذا الی کتاب

المنزل علی موسی ابن عمران کما یری کرت ۔

حجۃ اللہ علی العالمین

مکرمون میں نے یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ وہ آدمی بیٹھے ہوئے

بات کر رہے تھے اور حضرت کعبت اصبار بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے

ایک آدمی نے کہا میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے

اور تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں پیغمبروں کو دیکھا کہ ان میں سے

ہر ایک کے لئے دو دو نور ہیں اور ان کے تابانہ ہونے کے لئے ایک ایک

قد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سر پہ نور ہے اور آپ کے

جسم اطراف کوئی بل نہیں تھا۔ خواہ وہ سر میں تھا یا باقی جسم میں مگر نور ہر طرف تھا

اے آپ کے تابعوں کے لئے دو روز تھے۔ حضرت کعب بن فریاح
 اور خط کے بندے اثنیہ ذر و اللہ سچ بولو یہ کیا کہ وہ کہہ کر اس نے چلا
 دیا۔ جی میں نے جو خواب میں دیکھا ہے سچ کہہ رہا ہوں کعب نے کہا کہ
 مجھے خط کی قسم ہے جس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل
 فرمایا ہے اور میں اپنی عزائم پر نورات نازل فرمائی تو نورات میں بھی بالکل سچی
 کچھ لکھا ہے جو تو نے کہا ہے۔ یعنی یہ صرف خواب کا واقعہ نہیں بلکہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی بالکل سچی تقریریں و توصیف بہت آسانی
 سے فرمادے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

(۷)۔ اخراج ابو داؤد و الطیالوسی و الحارث ابن ابی
 اسامہ و البرقیع عن عائشہ هذا الحدیث وفی
 آخرہ فجعل لا یلقانی حبس ولا شجر الا قال
 السلام علیک یا رسول اللہ۔

یعنی شیخ صدق حدیث کو ابو داؤد و الحارث بن ابی اسامہ اور البرقیع نے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اس کے آخر میں اتنی نیابت
 موجود ہے کہ اس واقعہ کے بعد میں جس حدیث یا خبر کے پاس سے گذرتا
 وہ خبر پر بایں الفاظ السلام علیک یا رسول اللہ سلام کہا کرتے
 (۸)۔ ابن مسعود نے جلیہ بن عرقمہ سے روایت کی ہے کہ میں کہہ کر

یا اور وہ ایک سخت قسط میں مبتلا تھے۔ قریش میں ہرگز حضرت ابو طالب
 کے پاس آئے اور کہا اے ابی طالب

اقط الوادی واجرب العیال فقام فاستقی فخرج ابو طالب
 ومعہ غلام کا نہ شمس تجلت عنہا لسعابتہ و حولہ
 اغیلتہ فانخذ ابو طالب فالصق ظہرہ بالکعبۃ ولا
 ذالغلام باصبعہ وما فی السماء قرعۃ فاقبل السحاب
 من ظہرہا و شہلہا و اعتدی و اعتدی و اقرب و اقرب و اقرب
 و اخصب التادی البرادی و فی ذالک یقول ابو طالب۔

وہیض لیستقی الغرام بوجہ

شمال الیتامی و عصۃ الارامل

یعنی قریش نے ابی طالب کے پاس قسط سال کی شکایت پیش کی اور
 ان سے طلب کرنے کے لئے دعا کی اس دعا کا تو ابو طالب گھر
 سے نکلے اور آپ کے ساتھ ایک بچہ تھا جس کا پہرہ سورج کی طرح
 تھا تھا جس سے بادل چھٹ گیا ہو اور اور و گرد اور بچے بھی تھے۔
 ابی طالب نے اسی چاند کی صورت والے کو پکڑ کر اس کی پیٹھ کعب کی
 آڑ سے لٹائی اور اس بچے نے بھی اوپر اٹھلی سے کچھ اٹھالے کیا۔ اس وقت
 ان پر کہیں بادل کا نشان موجود نہ تھا کہ ہر طرف بادل بھر آئے اور

ایسے ہوتے کہ سب جمل نقل ہو گیا۔ اور پھر جب قریش نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی مخالفت شروع کی تو حضرت ابی طالب نے انہیں وہ واقعہ یاد دلانے کے لئے یہ شعر پڑھا کہ یہ وہی پیر ہے جس کی برکت سے کل ملک تم ہر لحظہ سے بارش کی دھاریاں کرتے تھے اور ہمیشہ یتیموں کی خدمت گزاراؤں پر انوں کا پانہار چلا آیا ہے۔ سبھاں اللہ یہ وہ پیغمبر ہے جو خشک کجور کے ستون کے ساتھ اکی تھی۔ تو وہ خشک کجوری زندہ ہو گئی۔ احادیث میں یہ واقعہ بالکل مشہور ہے۔

۹۔ سید نے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ اہل امامت سے روایت کیا ہے کہ آپ جب چلے تو صفت پھر میں آپ کے قدموں کے نشان ہر جات تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ قریش نے کابنہ سے جاکر پوچھا کہ مقام ابراہیم پر جو قدم کا نشان ہے ہم میں سے کس کا نشان قدم اس کے مشابہ ہے۔ اس نے کہا کہ ایک سفید چادر چھایا اور اس پر عیدو عیدو قدم رکھ کر میں بتا دوں گی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا ہی نشان ثابت ہوا چنانچہ اس واقعہ کے تقریباً جس سال بعد اپنے نبوت کا اعلان کر دیا اور تبلیغ شروع کر دی

۱۰۔ جو جہاد بروقت مستعد اور بیکار ہوتا وہ صحابہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ اسے قدم کی ٹھوکریں لگاتے تو وہ باد پا ہو جاتا زہر جہاد مسلمانوں ابی ہریرہ ان انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بعث رجلاً مثلاً فقال یا رسول اللہ قد اتقین ناقص ان تبعث فانا تافضربہا برجلہ قال ابو ہریرہ قال الذی فی نفسی بید لا تقدر ان تہا تسبق للقلید

۱۱۔ بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد و ترمذی نے اور حاکم نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کیا۔ شیخین نے احمد یاز کا ذکر کیا ہے اور ابو داؤد و ترمذی نے کوہ شہیر کا ذکر کیا ہے کہ آپ کے ساتھ ابو بکر و عمر بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ پہاڑ ٹرنی لگا حتی کہ اس کی چوٹی کے پتھر بھی گرنے لگے تو آپ نے پاؤں زور سے زمین پر مارا اور فرمایا ٹھہر جا تم پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ یعنی بلکہ ۴۴۹۔ ابو داؤد باب الخلفاء ۲۹۱ اس حدیث شریفہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھیوں کی زندگی کے اہم واقعات کا بھی یقین بخیر علم حاصل تھا اور آپ کے قدم مبارک میں اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ گزرتے ہوئے پہاڑ ٹھہرتے ہیں مقصد ان احادیث کے نقل کرنے سے صرف یہ ہے کہ یہی حضرات

کے بشر بشر جیسے جیسا بشر کھانے والا پینے والا بڑا دون میں چلنے والا انسان رحل کہتے کہتے حلق موکھ کر کاٹا جو گئے میں زبانیں خشک ہو گئی ہیں فلم ٹوٹ گئے ہیں کیا کوئی ایسی پیٹھ کوئی ایسا قدم کوئی ایسا لہجہ کوئی ایسا کان کوئی ایسا بوسلہ جی چہرہ دکھا سکتے ہیں اگر نہیں اور اگر نہیں تو کچھ شرم و حیا سے کام لینا چاہئے۔ وہ ایسا بے مثل بے مثال انسان تھا کہ ایسا دوسرا انسان اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ پیدا کیا نہ پیدا کرے گا نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ **هذا هو الحق البہین۔**

قرآن کریم کی بے شمار آیات سے ثابت ہے کہ تمام انبیا حسرت و اوزامات بشریت کے ساتھ متصف تھے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ تمام آیات صرف اُن لوگوں کی جواب دہی کے لئے نازل فرمائیں جو لوگ ان اوزامات بشریت کو نبوت و فدائیت کے ستانی سمجھتے تھے۔ فرمایا۔
واعتقدوا رسلا من قبلك وجعلنا لهم اوزاماً ونبیة۔
 اسی لیے مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اوزامات بشریت جو انبیاء کو عطا کئے گئے۔ عام احسان مومن و کافر سب ان کے مائل ہیں یہ بات باعث نزاع اور محل بحث ہے۔ آپ اسی آیت کو یہی کہنے لے لیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے انبیاء کو یہی بچے عطا کئے تھے کیا انبیاء کی بیویاں عام بیویوں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے مراعت فرمادیا۔

یا ایہا النبیاء التوبوا لعلکم تفلحوا

اے پیغمبر علیہ السلام کے بیویوں تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اب فرمائیے میں تو یہ کہتا ہوں جو یہی کہتے تو بجائے خود رہے جس گدھے جس ٹھونٹ جس گھوڑے پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سواری فرمائی ہے اس جانور جیسا کوئی دوسرا جانور نہیں ہو سکتا۔ آپ اتنے موٹے تازے ہو کہ ہر کسی کام میں مامور من اللہ نہیں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس روز مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور سب لوگ خواہشمند تھے کہ آپ ان کے گھر میں نزول فرمائیں۔ تو آپ نے حکم دیا کہ میری دشمنی کو کھلا چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں رب تعالیٰ کا حکم ہو گا۔ وہیں پہنچے گی۔ چنانچہ وہ اونٹنی حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر بیٹھی۔ جن کے پاس بادشاہ کی امانت موجود تھی وہ ایک خدمت گزار لے کر بعد ازیں حضرت ابوالیوب کے انٹھوں تک پہنچا اور اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ اس واقعہ کو مفصل طور پر اصحاب سیر نے ذکر کیا ہے۔ فتح مکہ کے دن راستہ میں قصوراء کے جیسے جانے کا واقعہ بخاوی شریف میں موجود ہے آپ نے فرمایا یہ تنگی نہیں بلکہ جسدا حالہ البس الفیل۔ اسے اس فاتحہ ملک لیا ہے جس نے اصحاب فیل کے ہاتھوں کو روک لیا تھا۔ پھر آپ نے

اسلام کا اعلان فرمایا کہ میں بیت اللہ کا احرام کر دنگا اور قریش کے ایمان
لے کر تو انہیں ایمان دوں گا وغیرہ ۔

بشریت مسئلہ پر لکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ قبل وحی اور نبوت و زمان
اگر ہے تو بشر ہے چونکہ آپ بھی نبی تھے لہذا بشر تھے ۔

لیکن حضرت جی اللہ تعالیٰ نے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی
رسلاً من اللہ کہہ فرمایا ہے پھر عمل میں درحالت اگر ہے تو بشر ہے ۔
کس طرح صحیح ہو گا یا ایک منہ کے لئے جبریل علیہ السلام کو بھی بشر میں
لیئے میں کیا جرم ہے آپ کے عہد میں فرق نہیں آنا چاہئے ۔ کتنی گہری
ہے ان لوگوں کی بہالت اور کتنی تام ہے ان کی ہمت دوسری یہ تمام آیات
وحوالہ جات تو ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے چاہئے تھے جو لوگ نبوت
کو بشریت کے سنائی دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا بِالَّذِي آتَاهُمُ الْخُبْرَ إِلَّا
أَن قَالُوا لَوْلَا آتَاهُمُ اللَّهُ الْخُبْرَ لَآتَاهُ سُبْحَانَ

لوگوں کو ہمیشہ اس بات نے ایمان لانے سے روک دیا ہے کہ
کیا انسان بھی رسول ہو سکتا ہے ایسے ہر عقیدہ رکھنے والے کی تردید
میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ ۔ اے محبوب تم نہیں

فرما دو کہ دیکھو میں تم سے مکمل انسان ہوں اور میری طرف سے بھی وحی ہے
اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کا عقیدہ تھا کہ انسان نبی و رسول تو ہو سکتا ہے مگر
ہم میں سے اس میں کچھ اضافیت ہونی چاہئے ۔ یعنی دنیاوی مال و متاع
حکومت سرکاری وغیرہ ان کے ہوا سب میں وہ سابقہ آیات آتے ہیں جو
پہلے کسی جا چکی ہیں ۔ جن میں بشریت کا ثبوت ہے ۔

عجیب منطقی یہ فرماتے ہیں انسانی بشر کے دلائل ذکر کرنے کے بعد
خلاصہ یہ ہے اگر سرائے لگائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ مانے
تو خود کو کچھ کا نشان کیا ہے تو معلوم ہو گا کہ بشریت بشر کی حقیقت نہیں جانی
اور انسان سے انسانیت کی قدر نہیں پہچانی ۔ اگر تو بشر سے افضل ہے تو
بشر نہیں کہنا ہو گا ۔ اور اگر بشر افضل ہے تو پھر تو نہیں ہو گا ۔

یہ سب دراصل مطلب والی بات جس کے لئے آتے پاتے دیکھ گئے ہیں ۔
کیا ہر بشر تو سب سے افضل ہے ۔ کیا ابو جہل عتیبہ و ربیعہ و شیبہ بھی حضرات
جبرائیل و میکائیل سے افضل ہیں ۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

فرماتے ہیں پہلے یہ طے کر لینا چاہئے کہ خلق خدا میں تو افضل ہے یا
بشر ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

غور فرمائیے۔ کتابتہ بالا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں ہائے مخلوق
خدا میں انسان کے احسن تقویم ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

کیا آپ نے فضلتا ہم علی مومن خلقنا تفضیلاً کے مبارک الفاظ
پر بھی غور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ ہے شک بہت سے
تخلوقوں میں سے ہم نے انسان کو افضلیت عطا فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ
کوئی ایسی مخلوق بھی ہے جو انسان سے افضل ہے۔ لہذا اہلسنت والجماعت
کا سلفاً خلقاً یہی عقیدہ چلا آ رہا ہے۔ کہ انبیاء و کرام تمام ملائکہ سے افضل
ہیں۔ اور بعض ملائکہ تمام انسانوں سے افضل ہیں اور بعض انبیاء و کرام
سے افضل ہیں۔ اور بعض انسان بعض ملائکہ سے افضل ہیں۔ ملاحظہ ہو
حرام الکلام فی عقائد الاسلام مصنف مولانا عبدالغنی پراودی اور شرح
عقائد نسفی وغیرہ۔ علاوہ ازیں احسن تقویم کا معنی افضل کس جہاں سے
لکھا ہے احسن تقویم کا معنی تو اعضا کی خوبصورتی اور تابست ملامتی اور
موزونیت ہے۔

بشریت ص ۴۷ سب سے پہلے شیطان نے بشر کو بنظر حقارت
دیکھا۔ قبلہ! شیطان نے آدم علیہ السلام کی بشریت کا انکار نہیں کیا
بلکہ ان کی بشریت کی آڑ میں خلافت ربانی اور کمالات نبوت کے استحقاق
کا انکار کیا ہے۔ جیسا کہ خلقۃ بییدی کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی

میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا ہے۔ یہ صرف بشر نہیں بعض
عین اور صلصال نہیں بلکہ عالم اسما و کلبا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ
کا لہذا مستحق ہے۔ فرمایا۔

نعت فیہ من روحی فتوح سجدین

میں نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور پھر ملائکہ اس
جلوہ خداوندی کو دیکھ کر جو قلی الروح من امر ربی سے واضح ہوتا ہے
عظمت علمی حق محلیت استحقاق خلافت الہی تخلیق بامیلا لخاص اور
امر رب کا سجدہ کیا تھا۔ نہ صرف بشر ہونے کی وجہ سے اس کا سجدہ کیا تھا
جیسا کہ علامہ بیضاوی کے کلام سے ظاہر ہوا ہے۔

بشریت بخاری۔ تمام کائنات آدم کیلئے پیدا کی گئی تھی کہ ملائکہ بھی
جنہوں نے انسان اول کا سجدہ کیا اور اب بھی لیستغفرون للذین آمنوا
ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔

گویا! ملائکہ انسان کی خدمت میں گئے تھے وہیں لہذا ان سے
انسان مطلق افضل ہوا۔

فامس ۸ :- قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

مندرجہ بالا آیات میں یاد گیر مقامات پر جہاں بھی انسان کی عظمت
بیان فرمائی ہے وہ صرف اس حیثیت سے نہیں کہ وہ نبی یا صلصال۔

قرار معلوم فقدرنا فنعم القادر
 کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر اسے ایک
 مخلوق جگہ پر رکھا۔ ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ فرمایا ہم
 کیا اچھے اندازہ لگانے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔

قل الانسان ما اكرم من اى شئ خلقه من لطف خلقه قدرنا
 مارا جائے انسان کیسا مکرم ہے (وہ یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اُسے
 کیسی حقیر چیز سے پیدا کیا ہے اسے لطف سے پیدا کیا ہے پھر اسے طرح
 طرح کے اندازوں پر رکھا۔ اس قبیل کی سیکڑوں آیات قرآن میں
 موجود ہیں۔ معلوم ہوا انسان اول کی فضیلت ہی صرف آدمی اور شجر
 ہونے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ عظیمہ ربانی عالم علم تھی اور قدرت کاملہ
 کا نمونہ اول ہونے کی وجہ سے تھی اطاعت و فرمان برداری قصور و کوتاہی
 میں گناہ کو اپنی طرف نسبت کرنا۔ حکم خداوندی کا زمین میں اجراء و نفاذ
 کرنا یہ تھے فضیلت کے وجوہات۔ اور اسی لئے مگر انسان کو اللہ تعالیٰ
 نے تنبیہ اور تذکرہ فرمائی۔

يا ايها الانسان ما خوك بورك الكريم الخ
 خلقك فمواك۔

اے انسان تجھے اپنے کریم رب کے ساتھ کس چیز نے غرہ کر دیا ہے

یا برب و ان کبر سے یا مہربان سے ترکیب دیا گیا ہے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ
 یہ چیزیں تو کسی صورت میں افضلیت کا باعث نہیں اور نہ قرآن نے انسان
 کی ان چیزوں سے تخلیق منت و غلست بیان کرنے کے لئے بیان فرمائی ہے
 بلکہ اسے اپنی حقیقت حیثیت اور ابتدائے ضعیف کی طرف توجہ دلائی گئی
 ہے اور اپنی قدرت کاملہ اور صفت باہرہ کے کمال کا اظہار کیا ہے کہ دیکھو
 تم کیا تھے اور ہم نے تمہیں کیسا بنایا۔ ورنہ پھر جہاں انسان کو چار پاؤں سے
زیادہ گمراہ بنادیا گیا۔ ہم کالاً لغام بل ہم اضل۔ وہ چار پاؤں کی طرح
 اڑیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یا دوسری جگہ فرمایا
 خلقناه من لطف فاذا هو خصیم مبین۔

معتدی ہے۔ اُسے پانی کے ذریعے قطرہ سے پیدا کیا ہے پھر دیکھو ہمارے منہ
 آتا ہے۔ ہمارے ساتھ جھگڑہ کرتا ہے۔ تیسری جگہ فرمایا۔

هو اعلم بکم انی الشاکم من الارض واذا انتم ارجس
 فی بطون امھاتکم فلا تنزکوا النفسکم هو اعلم من انفسکم

وہ اللہ تعالیٰ حقیقت کو تم سے بہتر جانتا ہے تمہیں اس زمین سے
 پیدا کیا اور پھر تم اپنی ماؤں کے پیڑنہی محل کی شکل میں تھے پھر اپنی باؤں
 سے نکلنا بناؤ وہ خوب جانتا ہے۔ جو پرہیزگار ہیں۔ چوتھی جگہ فرمایا۔
 الھم تخلقکم من ماء مہین فوجعلناہ فی قوارمکین الخ

انا هدینا السبیل اما شاکروا و اما کفروا۔

ہم نے انسان کو صحیح راستہ دکھلایا پھر وہ یا شاکر نعمت ہوتا ہے یا منکر نعمت۔ اب میں پھر شاہ صاحب کی پہلی بات کی طرف لوٹتا ہوں۔ کہ بشر ہونا بہت بڑی چیز ہے۔ دیکھئے نوری ملائکہ اس کا سجدہ کر رہے ہیں اس کی خدمت میں گئے ہوئے ہیں بسجدہ کا حال تو منفصل عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ وہ کس بات کا کرتے ہیں۔ باقی خدمت وہ صرف اللہ کو کر رہے ہیں۔ جیسا کہ للذین امنوا کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ انسان کی عظمت اس کی بشریت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ایمان مقبول خداوندی ہونے کی وجہ سے ہے۔ لہذا المستغفرون من فی الارض بھی مومنین صالحین ہی مراد ہوں گے۔ ورنہ کافروں منکروں یہودیوں و عیسائیوں کے خلاف لائے تھے اسی لئے یہود و جبریل اور میکائیل علیہم السلام دشمن سمجھے تھے فرمایا۔

است کانت عدو الجبریل و میکال۔

جب کفار ان کے دشمن ہیں تو یہ جھٹکے بھی ضرور ان کے دشمن گئے۔ کیونکہ ملائکہ کا کفار کے لئے بخشش مانگنا تو امید ہے۔ آپ جانتے نہ سمجھتے ہوں گے۔ باقی رہا کفار کے لئے معاش اور رزق کا کام کہ تا یہ صرف وعدہ الہی کو پورا کرنے کے لئے ہے نہ کہ ان کی بشریت

کی وجہ سے ورنہ پھر یہ کفار بھی مطلق نور سے افضل ہوں گے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ بشریت منکے سے آگے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل عنایت فرمائے گئے ہیں۔ کفار نے بھی کہا۔

ان انتم الا بشر مثلنا

پھر ہم اسی مسلمان کیوں نہ کہیں کہ انبیاء ہمارے جیسے بشر تھے۔ پھر ظاہر ہے کہ آپ خدا بھی نہیں اور رسول بھی نہیں اب تیرا یہ قول کفار نے کیا ہے آپ ان سے بنا چاہتے ہیں تو آپ کی خوشی۔ حالانکہ ان آیات سے کفار کے عقیدہ کی تردید اور بطلان مقصود ہے۔ یہ کہ وہ چھوٹا شیت کے قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی زبان سے کفار کے اسی شیت کا کلمہ کہ وہ ہم کو دور کرنے کے لئے ولکن اللہ یمن علی من یشا من مبادیہ اور روحی الی کہلویا۔ لیکن استدراک اور دلی دہم کے لئے ہوتا ہے۔ اگر مشیت نامہ کو یہی مقرر کرنا تھا تو استدراک کی بالکل ضرورت نہ تھی۔

فرمایا ایک کو نبوت مل گئی نہایت الہیہ حاصل ہو گئی۔ خلقت سے نور کی طرف اگیا۔ دوسروں کو پاک کرنے والا بن گیا۔ عار ہے جہاں کا معلم مقرر ہو گیا۔ حکام خداوندی کے امراء و رموز کو کما حقہ جاننے والا حکمت اور دانائی کو تمام عالم میں پھیلانے والا ہو گیا پھر تم کس طرح کہتے ہو کہ وہ تمہارے جیسا بشر ہے۔ اسی دہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جناب کہ باوجود نہیں رہا۔ کہ مشعل پر کیا کھڑا آیا ہوں۔ وہاں تحریر فرمایا ہے۔
 "جب کہ خالق اکبر کی صفات عالیہ کا آئینہ دار اور صفات سبب الہیہ کا منظر
 اتم آئینہ ہے تو بشر ہے۔" جو وقت صفات الہیہ کی آئینہ دار ہو اہدقت
 وارادہ خداوندی کا منظر ہو وہ ایک لحظہ ہے اختیار اور سبب الہیہ و
 لاچار کس طرح بن گئی۔

خسرو کا نام جنہوں نے دیکھا یا جن کا منظر
 جو چاہے آپ کی طبع کو شہہ ساز کر دے

معاذ اللہ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 ہے کہ دو آدمیوں پر حضور غضبناک ہوئے اور ان پر لعنت فرمائی
 حضرت عائشہ نے عرض کیا اور تو سر آدمی خیر سے کچھ نہ کچھ بدویا
 ہو گا لیکن ان کے پہلے تو خیر سے کچھ بھی نہ رہا۔ فرمایا کیا بات ہے۔
 عرض کیا آپ نے ان دو آدمیوں کو لعنت فرمائی ہے۔ فرمایا
 کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے عہد کر رکھا ہے۔

اللہم انما اسنا لبشر

بس اگر میں کسی مسلمان کے حق میں لعنت یا سب کہوں تو تو
 اسے اس کے حق تعالیٰ پر بنا دے "سبحان اللہ غالباً اسی نے ایک
 گمراہ ان تمام غضبناکیوں اور لعنتوں کو سمیٹ دیا ہے تاکہ بالکل ہر

ایک تمثیل اور لست عاجز و متکسر سے دور فرمایا کہ یہاں
 مشیت جنسی اور ربی کی تقسیم باطل ہے سو دو ہوگی۔ کیونکہ مشیت نوعی
 اور جنسی کے تو نہ کفار منکر تھے نہ انبیاء و جبرائیل صرف مشیت ربی ہی کا تقاضا
 کفار کہتے جب ہم تم ایک جنس و چہرہ کیوں نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا یہ اللہ کی دین ہے۔ جسے دیر سے

واللہ یعلمر حیت یجعل و رسالتہ۔

جس طرف میں نبوت و رسالت رکھی جاتی ہے تم اس کی حقیقت
 سے ناواقف ہو۔ اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور سچ بھی جانتا ہے کہ
 غیر نبی کے مقام و مرتبہ کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ اور آپ صبر و افضل
 الرسل۔ پس اظہار ہے کہ دوسرے رسل و انبیاء و جبرائیل آپ کی حقیقت
 پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مفسدوں افضل کی حقیقت پر کس طرح مطلع ہو
 سکتا ہے۔ لیکن بعض جہال حقیقت بشریہ اور حقیقت محمدیہ میں فرق
 نہیں کرتے دونوں کو مساوی سمجھ کر کفار و مشرکین کا پرانا آموختہ دہرائی
 شروع کر دیتے ہیں۔ خواہ اسقاط علیہ صاف غلطی ہے۔

بشریت صحت میں خدا ہوں نہ خدائی اوصاف سے متصف
 میں خدا کا ایک ہے اختیار و بے بس بندہ ہوں۔
 دودھ گورہ کا نقطہ نباشد کہ مصلق۔

ظاہر و مظهر ہو کر اپنے رب کے پیش ہو، تمام کتب مساویہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ نشان ذکر فرمایا گیا ہے آپ قلم و خط
ہوں گے۔ گالیاں دینا سب کو تا عنین بھیجا بازلوں میں شور مگنا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح صفت ہو سکتی ہے جبکہ مولا اکرم
خود فرماتے ہیں۔

انك لعن خلق عظيم

شاید آپ لوگوں کے نزدیک یہی خلق عظیم کی علامتیں ہوں
ہاں کفار کے حق میں لعنت کا ذکر احادیث میں آیا ہے لیکن ان کی
تظہیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یا للعجب

۱۲۱۔ آپ کی توہین یقیناً ایمان کی موت اور کفر ہے۔ مگر آپ کو
بشر سمجھا اور بشر کہنا عین ایمان ہے۔ اس عبارت سے آپ نے کیا
سمجھا ہے؟ ایک تو بغیر لفظ تعظیم مطلقاً بشر کہنا ہی عین ایمان ہے
سید البشر غیر البشر وغیرہ الفاظ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم جب بشر کہنا عین ایمان ہے ہوا تو نور کہنا بشریت کے
منافی ہے۔ لہذا نور کہنا عین کفر ہو گا۔ کیونکہ یہ آپ کے خیال مبارک
میں رسولوں کی توہین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ذکر فرمائی
۱۲۲۔ اِنَّكُمْ فِرَارٌ مِّنْهُمُ وَالْاَرْضُ

نے قرآن کو توہین کو انجیل کو ایمان کو عدل کو قرآن میں نور فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا مقصد اس سے ان چیزوں کی توہین کرنا ہی ہے؟ یہ بھی چیز
داخل باوث نزع ہے اور یہی جملہ عمل بحث ہے۔ کہ جب عوام اپنے
روزمرہ گفتگو میں لفظ بشر کو حقیر کے لئے استعمال کرتے ہیں جس سے
جو جرم سرزد ہو جائے۔ دوسرا کہتا ہے میاں جانے دو سچا بشر
ہی تو ہے اور کفار بھی ہر زمانہ میں اس لفظ کو توہین ہی کے لئے استعمال
کرتے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسا لفظ انبیاء پر استعمال کرنا کفر بتلایا
ہے جس سے توہین کا داہمہ پیدا ہوتا ہو۔ فرمایا۔

لَا تَقُولُوا رَاعُنَا وَقُولُوا النِّظَرْنَا۔ ۱۲۳

لَا تَقْبَلُوا رِعَاةَ الرَّسُولِ كَمَا تَقْبَلُونَ رِعَاةَ

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے ناموں سے ایسے لہجے سے نہ پکارو
جیسا تم ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پیغمبروں
کے لئے چالیس لفظ کو استعمال کیا توہین کے لئے نہیں بلکہ کفار کا
بہم دور کرتے کے لئے فرمایا۔ یہ لوگ تمہارے اندر رہتے بستی میں کھاتے
پیتے ہیں۔ ان کے احوال و اخلاق کی بلندی دیکھو خلق و عوی نہیں
رکھتے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابت و خلافت کا عہد رکھتے ہیں۔
جبکہ الہامی واحد کے مبارک الفاظ سے صاف واضح ہے ورنہ یہ

کون سا مشکل مسئلہ اور ناقابل قبول نظر ہے تھا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں
 اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم خود کہہ دو کہ میں تمہارے جیسا
 انسان ہوں لیکن مجھے اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ کفار آپ کی حقارت
 کے خود بخود قائل تھے۔ مثلیت کے مقرر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے
 مزعومات کو دہرا کر ان کو کون سی توحید کی دعوت دی۔ یہ سوچنے کی بات
 ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ کلام کرنے سے اللہ تعالیٰ پاک ہیں۔ لہذا ان
 آیات کے دو ہی مقصد ہو سکتے ہیں ایک تو یہ جو ادھر بیان کیا گیا ہے کہ
 یہ لوگ ایک عام کھلی ہوئی واضح بات کہتے ہیں الوہیت کا ادعا نہیں
 کرتے جیسا کہ بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ یا پھر ان لوگوں کا جواب ہے جو
 مسرے سے بشر کے نبی ہونے کے منکر تھے اسے محال سمجھتے تھے
 فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم کہہ دو کہ یہ کون سا احتمال ہے میں
 انسان بھی ہوں اور رسول بھی۔ ادعا کے رسالت سے انسان خدا تو
 نہیں بن جاتا کیونکہ یہ ہر طرح محال ہے۔
 چھٹا ہے کسی اہلسنت والجماعت کے کسی عالم کسی قلم کار کذاب
 و قلم سے آج تک یہ نہیں سنا کہ تمام رسول انسان نہیں ہوتے بلکہ فرشتے
 ہوتے ہیں یا خدا ہوتے ہیں۔

ہاں خدا کے بعد تمام مخلوق خواہ وہ فرشتے ہوں یا جن یا انسان

پیغمبر سب سے افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں ایسے انسانوں کے مانند ہو گئے ہیں
 ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کذلک الوارثون السفلا
 چار پائے ہوئے کتاب ہے چند
 یا ہم کا الانعام بل صمم اضل

وہ انسان ہوتے ہوئے عام انسانوں کی مانند نہیں ہوتے بشر
 ہونے کے باوجود لوازمات بشریت میں تمام مخلوق میں بے مثل ہوتے
 ہیں۔ ملاحظہ ہو کنز العمال ج ۱ صفحہ ۱۱۱ ابن عساکر والدری
 عن رجالہ ان اسید اجت ابی اباہن مسیح رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم وجہہ والحق ید الی صدرہ فکان
 انسیہ یدخل بیت المظلم فیضی۔ ابن عساکر اور دارسن نے اپنی
 سند سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک
 اسید ابن ایاس کے چہرے اور سینہ پر پھیرا تو اس کا چہرہ اور سینہ اس
 قدر روشن ہو گیا کہ اسید اندھیری کو ٹھٹھری میں داخل ہوتا تو وہ بھی
 روشن ہو جاتی۔

بحان اللہ یہ وہ لائق ہیں کہ جن کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
 بید اللہ فوق ایدہم

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمہارا لائق نہیں یہ اللہ کا لائق ہے۔

و ما رمیت اذ رمیت و لکنت اللہ رجلاً
 یہ مٹی جو تم نے پھینکی ہے اود مٹی کی ایک مٹی تمام کفار کے
 انگوٹوں میں داخل ہو گئی ہے۔ یہ تم نے نہیں پھینکی یہ اللہ نے پھینکی
 ہے۔ اسی لئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
 عہد دیگر عہدہ چیزے دگر
 مامر یا انتظار او منتظر
 عہدہ صورت مگر تقدیر با
 اندر وہ ویرانہ با تعمیر با
 ۱۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ اخراج البقی عن عائشہ
 رضی اللہ عنہا قالت اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بجرس فیہ تمثال عقاب فوضع یدہ علیہ فاذہ اللہ
 بقیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک ڈھال لائے اس پر عقاب کی
 تصویر بنی ہوئی تھی اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا تو وہ تصویر بالکل خوب
 ہو گئی۔

۲۔ حضرت جابر ابن عبد اللہ کی دعوت کا واقعہ تمام سیر کی کتابوں
 میں مذکور ہے کہ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے

پر بھوک کے آثار دیکھے تو بھری کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ کھانے
 کو کچھ ہے۔ بھری نے کہا یہ بکری اور کچھ بچا ہوا آٹا۔ اس نے بکری ذبح
 کی اور آٹا لکانے کے لئے کہا اور وہ کھانا ایک لکڑی کے پیالے میں ڈال
 کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے فرمایا سب قوم
 کو بلاؤ وہ سب آگئے فرمایا انہیں تھوڑا تھوڑا کر کے میرے پاس بھجورے؟
 چنانچہ جب ایک گدہ کھالیتا تو دوسرا آجاتا۔ حتیٰ کہ سب نے پیٹ بھر
 کر کھالیا تو پیالہ میں کھانا بالکل اسی طرح موجود تھا۔ جس طرح پہلے تھا
 آپ نے سب کھانے والوں کو کہا کہ خبردار کھانا کھاؤ۔ لیکن کوئی شخص بڑی
 نہ توڑے۔ آپ نے وہ سب بڑیاں اسی پیالہ کے درمیان میں بچھ فرمائیں
 اور اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا اور کچھ کلام فرمایا جسے ہم نہیں سن سکے
 فان الشاة قامت تنفض انہا
 وہ بکری آپ کے مبارک ہاتھوں کے نیچے سے کان پھڑپھڑاتی
 ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ نے فرمایا نے جاپانی بکری اس کا کھانا میں اپنی
 عورت کے پاس آیا تو اس نے کہا یہ کیسے میں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی
 ہندی بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ حضور نے اللہ سے دعا مانگی
 ہے اود اللہ تعالیٰ نے چارے لئے اسے زندہ کر دیا ہے۔ میری بھری نے
 کہا۔ بیشک میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے چارے رسول ہیں۔

عمر اللہ العالمین الزلخریہ۔ مواہب لدنیہ میں ازہر نقا کا ذکر ہے۔ لیکن
شرح شفا علی قاری جلد اول صفحہ ۶۴۸ میں فرمایا ہے۔ بلکہ یہ لفظ زیادہ مناسب ہے۔

۴۔ طبرانی اور ابونعیم نے اپنی تصانیف سے ایک طویل روایت نقل
کی ہے۔ اس کے آخر میں ہے کہ

بایعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما بایعنا انا و

امی وخالتی رجعتا من عندہ منہی فین قالت ل

امی وخالتی یا نبی ما رایتا مثل هذا الرجل ولا

منہ وجہا ولا النقی ثوبا ولا اللین کلاما رایتا کانت

النور یخرج من فیہ۔ یعنی میری خالہ نے جب حضور

کا معجزہ دیکھا تو مجھے کہا کہ مجھے ان کے پاس لیا۔ حالانکہ اس سے

پہلے وہ مجھے آپ کے پاس جانے سے منع کیا کرتی۔ میری ماں اور

خالہ سب حاضر ہوئیں بیعت کی مسلمان ہوئیں اور جب ان میں شکیا

بیٹیا ایسا خوبصورت خوب سیرت انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔

آپ جب کلام فرماتے تھے تو آپ کے دہن مبارک کے اندر سے نور

کے شعلے نکلنے لگتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔

ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور حقیقی نے اس کی تصریح کی ہے کہ

عمر ابن الخطاب انصاری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر
اور ہاتھ پر پانچ پیر اور دعا کی کالی اسے زینت بخش راوی کہتا
ہے وہ سو سال سے اوپر زندہ رہے لیکن ان کے سر اور ہاتھ میں
سفید بال نہیں آئے اور ان کا چہرہ برفانی کی طرح چمکتا رہا۔ ہرگز اس
پر پھیر پائی نہیں گئی۔

شافعی نے عمر ابن خطاب سے روایت کیا ہے کہ میں ٹرکا تھا کہ

جنتی میری ہاتھی ٹیڈ پر گر پڑی اور حنظلہ جل گیا۔ میرا باپ مجھے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا آپ نے اپنے ہاتھ مبارک پر چوک

مارا کہ میرے چہرے پر سے چڑے پڑے پیر اسے پھیرا اور فرمایا اے رب اس کا

دھو دو کہ نفرت صیحا لا بالنس بہ میں اس وقت تندرست

ہو گیا گویا مجھے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

روایت سے نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرجون باللیل اقبل

الی المسجد یخرج الطیب۔ یعنی آپ اندھیری رات میں مسجد

کی طرف آتے ہوئے پچان لے جاتے اس خوشبو کی وجہ سے ہر

راستہ میں پھیل جاتی تھی۔ اس حدیث کو درامی نے ابواسم غنی سے

اور نزار والی علی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے ابوبکر علی اور ابن حاتم ابوالنعمان نے نقل کیا ہے کہ جب سورۃ تبت پیدا ابی لبب نازل ہوئی تو ابی لبب کی بیوی عوراء بنت حرب ہاتھ میں خنجر لئے ہڈ سے جوش و خروش سے تلاش کرتی تھی مسجد میں آئی۔ حضرت ابوبکر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کیا حضرت وہ عورت بھیڑی ہوئی آرہی ہے مبارکباد کر جائے آپ نے فرمایا تسلی رکھ وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گی پھر آپ نے جلدی سے قرآن پڑھا شروع کر دیا وہ عورت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سر پر آن کھڑی ہوئی اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تیرا دوست میری بھوکہ تا ہے آپ نے جواب دیا میرا تماشا سر نہیں ہے بھوکہ تا شاہنشاہ کا کام ہے وہ یہی ہے۔ آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا اس سے پوچھ میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان پردہ کر دیا ہے یہ مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گی زوجہ ابی لبب نے کہا تو مجھ سے غفل کہتا ہے تیرے پاس تو کوئی بھی نہیں ہے۔

(اب میں ایسے سب بشروں کو آواز دوں گا جنہیں قرآن وحشت سے بھڑکاتا اور رجلا مکہ کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی ہاتھ کوئی جسم اس مبارک ہاتھ اور اس پاک جسم کی مش ہے تو دکھا دو اور

اگر نہ دکھا سکے۔ اور ہرگز نہ دکھا سکے۔ تو اس دوزخ کے عذاب سے ڈرو جس کا اندازہ من حرب میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل بننے والے کافر بیہوشی اور نضرائی ہیں۔ بخدا یہ بدترین عقیدہ ہے جو کفار سے تمہیں ورثہ میں مل رہا ہے۔

اعاذنا الرحمن سورۃ الفاتحہ

بحق حبیب
عبداللہ وسلم